ڈاکٹر وجیہ الدین

شعبہ فارسی، مہاراجہ سیاجی راؤ یونیورسٹی برودا، گجرات

جدید فارسی کا ایک اہم شعر

(ملک الشعراء بہار)

انیسویں صدی کے آخر تک ایشیا کے مختلف ممالک میں مغربی سامراج کے خلاف تحریکیں پیدا ہو چکی تھیں ان ہی میں ایران کی انقلابی تحریک بھی تھی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کو مغرب کی استحصالی کارروائیوں سے محفوظ کیا جائے اور بادشاہ کی مطلق العنانی کو ختم کر کے نمائندہ حکومت کی بنیاد ڈالی جائے۔ ۱۹۰۶ء میں ایک مختصر سی جدوجہد کے بعد ایرانی قوم پرست، بادشاہ وقت مظفر الدین شاہ سے اپنی مانگیں منوانے میں کامیاب ہو گئے اور ایران میں مشروطیت کا قیام عمل میں آیا۔ جدید فارسی شاعری کی ابتداء کم و بیش اسی زمانے سے ہوئی ہے۔[۱]

بیسویں صدی کے اوائل میں ایران میں سیاسی انقلاب اور مشروطیت کے اعلان (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) کے بعد سماجی تنقید اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ اس دور کے شعراء نے اپنے کلام سے سیاسی و سماجی بیداری کے لئے بے انتہا کوششیں کیں فارسی شعراء نے یہ ذمہ داری شعوری طور پر غالباً سب سے پہلی بار اس دور میں سنبھالی تھی اس سیاسی انقلاب کو برپا کرنے کے لئے اور ایران میں ایک قانونی اور دستوری حکومت کے قائم کرنے کے لئے شعرا اور دیگر مصنفین نے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ اس عہد میں شعراء نے حتیٰ سیاسی تنقید کو بھی اپنے کلام کا موضوع بنایا سماج کے ہر رو بزوال پہلو پر تنقیدی نظر ڈالی۔ زوال آمادہ سماج کے سدھار کے لئے اپنے کلام میں تجاویز پیش کیں اس دور میں ایرانی شعراء کا لب و لہجہ نہایت تند و تلخ نظر آتا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ایرانی شعراء کی یہ سماجی تنقید رائیگاں نہیں گئی۔ ان کی یہ کوششیں

بڑی حد تک کامیاب ہوئیں اور وہ نسبتاً ایک نیا سماج بنانے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے مطالب اور اس میں صدیوں سے رائج قالبوں اور ہیئتوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا اس میدان میں شعراء کی کوششوں نے ایران میں ایک نئے ادب کا آغاز کیا جسے جدید فارسی ادب کہا جاسکتا ہے۔ اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو اس دور میں شاعروں کی کوششوں سے فارسی شاعری میں ایک خوش آئند انقلاب کے رونما ہونے کے واضح آثار نظر آئیں گے۔ قدیم فارسی شاعری کے مقابلے میں اب نئے نئے خیالات کو پیش کیا گیا۔ اصناف سخن بھی اب جدید اپنائے گئے اگر کلاسیکی فارسی ادب میں عربی ادب کا اثر نمایاں تھا تو اس جدید فارسی ادب میں یورپی رنگ غالب ہے۔ اس انقلابی عہد کے شعراء میں ادیب الممالک فراہانی (۱۲۷۷ ہجری۔ ۱۳۴۵ ہجری) اشرف الدین حسینی معروف بہ نسیم شمال (۱۲۸۸ ہجری ۱۳۴۵ ہجری)، میر زادہ عشقی (۱۲ جمادی الثانی ۱۳۱۲ ہجری۔ ۱۲ تیر ماہ ۱۳۴۲ ہجری) ملک الشعراء بہار (۱۳۰۴ھ۔ ۱۳۷۰ھ) وحید دستگردی (۱۲۹۷۔ ۱۳۶۱ھ) پروین اعتصامی (۱۹۰۷ء۔ ۱۹۴۱ء) وغیرہ۔ ایسے شعراء ہیں جن کے کلام میں شدید سماجی تنقید نظر آتی ہے ادیب الممالک، بہار اور دیگر شعراء کے کلام کو اپنی پختگی کے لحاظ سے قدیم اساتذہ، شعراء کا ہم پلہ قرار دیا جاسکتا ہے۔[۲] ذیل میں ہم ملک الشعراء بہار کے متعلق تفصیل سے بحث کریں گے۔

میرزا محمد تقی ملقب بملک الشعراء متخلص بہ بہار ۱۳ ربیع الاول ۱۸۸۶ء / ۱۳۰۴ھ قمری کو مشہد میں پیدا ہوئے ان کے والد حاج میرزا محمد کاظم متخلص بہ صبوری کو ملک الشعراء کا خطاب ملا ہوا تھا ان کے انتقال (۱۹۰۵-۴ / ۱۳۲۲ھ) کے بعد یہ خطاب مظفر الدین شاہ کے حکم سے بہار کو عطا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ اس کے بعد ادیب نیشاپوری اور دیگر اساتذہ سے مستفیض ہوئے۔[۳]

۱۹۰۶ء / ۱۳۲۴ھ میں بہار خراسان کے انقلابیوں اور مشروطہ خواہوں کی صف میں شامل ہوگئے چودہ سال کی عمر سے اشعار کہنے شروع کئے اور بیس سال کی عمر میں ان کا ایران کے بڑے شعراء میں شمار ہونے لگا۔ اسی وقت سے ان کی سیاسی زندگی کا بھی آغاز ہوا۔[۴] بہار نے اپنے

دوستوں کے ساتھ مل کر روزنامہ "خراسان" کا اجراء کیا اس روزنامہ میں ان کی ابتدائی دور کی قومی نظمیں شائع ہوئیں۔ یہ روزنامہ ۱۸ر مارچ ۱۹۰۹ء کو مشہد سے شائع ہوا اور ۱۲ر اگست ۱۹۰۹ء تک جاری رہا۔ اس کے مدیر سید حسن اردبیلی تھے۔ ۵ پھر ۱۹۱۰ء میں مشہد سے روزنامہ 'نو بہار' شائع کرنا شروع کیا۔ یہ روزنامہ بھی زیادہ مدت تک شائع نہ ہو سکا۔ ۶

۱۹۱۷ء میں بہار نے 'دانشکدہ' کے نام سے ایک ادبی انجمن کی بنیاد ڈالی ۱۹۱۸ء میں اس انجمن نے اپنے نام پر ایک مجلّہ نکالنا شروع کیا بہار نے اس کی مدیریت کے فرائض انجام دیئے اس مجلّہ میں جدید فارسی کے ممتاز ادیبوں اور شعراء کا کلام اور تحریریں شائع کی جاتی تھیں۔ ۷

ایران سے شائع ہونے والے ادبی رسالوں میں پہلا ادبی رسالہ 'بہار' تھا جسے میرزا یوسف خان اعتصام الملک نے تہران سے شائع کیا۔ اس کا پہلا شمارہ ۱۲ر اپریل ۱۹۱۰ء کو شائع ہوا تھا۔ اور 'دانشکدہ' دوسرا ادبی رسالہ تھا جو ایران سے شائع ہوا۔ ۸

۲۰۔ ۱۹۱۹ء / ۱۳۳۸ ہجری میں بہار 'ایران' اخبار کے مدیر مقرر ہوئے اور تقریباً دو سال تک اس عہدہ پر فائض رہے۔ یہ نیم سرکاری اخبار تھا۔ بہار رضا شاہ پہلوی کے زمانہ اقتدار میں اپنے سیاسی خیالات کی بناء پر دوبار قید میں رہے۔ ۹

بہار علمی ادبی کارناموں کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی سرگرم حصہ لیتے تھے۔ کئی بار مجلس کے لئے منتخب ہوئے اور چند ماہ وزیر تعلیم بھی رہے۔ ۱۹۵۱ء میں ان کا تہران میں تپ دق کے عارضہ میں انتقال ہوا۔ ۱۰

بہار کی شاعری پر سیاسی اور سماجی رنگ غالب ہے ان کا لہجہ تلخ اور شدید ہے اس رجحان کی عکاسی ان کے قصیدوں "جغد جنگ" اور "دماوندیہ" سے ہوتی ہے۔ ان کا یہ کلام شاہکار کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر "جغد جنگ" میں جنگ کی تباہ کاریوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور سرمایہ داری اور سامراجی طاقتوں کی مذمت کی گئی ہے۔ ان کا یہ کلام امن دوستی کے جذبہ کو پیش کرتا ہے۔ جنگ کی تباہی کا ذکر اس انداز سے کرتے ہیں۔

جہان شود چو آسیا و دمبدم   بخون تازہ گردد آسیای او

روندہ تانک، ہمچو کوہ آتشین ہزار گوش کر کند صدای او
ہمی خزد چو اژدھا و درچکد بہر دلی شرنگ جانگزای او
چو پر بگسترد عقاب آہنین شکار اوست شہر و روستای او
ہزار بیضہ ہر دمی فرو ہلد اجل دوان چو جوجہ از قفای او

بہار نے امن و صلح کی تلقین ان اشعار کے ذریعہ کی ہے۔

کجاست روزگار صلح وایمنی شگفتہ مرزو باغ دلگشای او
کجاست عہد راستی و مردمی فروغ عشق و تابش ضیای او
کجاست دور یاری و برابری حیاتِ جاودانی و صفای او
فنای جنگ خواہم از خدا کہ شد بقای خلق بستہ در فنای او
زہی کبوتر سپید آشتی کہ دل برد سرود جانفزای او

رسید وقت آنکہ جغد جنگ را
جدا کنند سر بہ پیش پای او[۱۲]

جدید فارسی شاعری میں پائی جانے والی مایوسی اور افسردگی بہار کی شاعری میں بھی نمایاں ہے۔ مثال کے طور پر بہار کی نظم "افکار پریشان" کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ [۱۳]

بہار کی شاعری روایتی اسالیب کی پابند بھی نظر آتی ہے۔ ان کے دیوان میں متعدد قصائد کلاسیکی شعراء کے قصائد کے جواب میں لکھے گئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ رودکی، فرخی مسعود سعد سلمان، منوچہری اور انوری وغیرہ سے متاثر تھے۔ [۱۴] لیکن کہیں کہیں یورپین شاعری کی تقلید بھی نظر آتی ہے ان کے اس قسم کے کلام میں "مرغ شباہنگ" کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ جو انہوں نے اپنی نظر بندی کے زمانے میں لکھا تھا۔

بہار کا شمار جدید شعراء کی فہرست میں کیا جاتا ہے۔

بہار کو زبان و بیان پر قدرت حاصل تھی اکثر ایسے کلمات استعمال کرتے تھے جو قدیم ہونے کے باوجود معنویت کے حامل تھے۔ "گنج سخن" کا مصنف ذبیح اللہ صفا بہار کے متعلق رقم طراز

ہے "اہمیت وی در شعر بیشتر در آنست کہ: اولاً زبان فصیح پیشینیان را بہترین ودل انگیز ترین صورتی در سخن خود بکار برد وازین حیث سر آمد ہمہ گویندگان دورۂ بازگشت شد؛ وثانیا از زبان متداول پارسی ومفردات وتعبیرات واصطلاحات آن برای تکمیل زبان ادبی قدیم وبکار انداختن آن در رفع حوائج روز استفادہ کرد وآنہا را نحوی بسیار مطلوب در سخن خود گنجانید؛ وثالثاً از حدود فشردہ وتنگ موضوعات قدیم در شعر بیرون آمد وآن را وسیلہ سود مندی برائ بیان مقاصد گوناگون وموضوعات مبتکر جدید قرار داد واندیشہ ھای مختلف فلسفی واجتماعی وسیاسی خود را آزادانہ در آن گنجانید؛ ورابعاً با اطلاع وافری کہ از زبان پارسی وبا معرفتی کہ با دبیات پیش از اسلام داشت بخلق ترکیبات جدید ویا وارد کردن بسیاری از لغات متروک لہجہ ھای کہن واحیاء آنہا در آثار خود توفیق یافت وازین راہھا بغنی کردن زبان پارسی یاری فراوان کرد۔" [۱۶]

بہار نے شاعری کی تقریباً تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ مثلاً قصیدہ، غزل، رباعی، قطعہ، مسمط وغیرہ لیکن قصیدہ گوئی میں زیادہ کامیاب رہے۔

بہار بلند اندیشہ اور زبان وبیان پر قدرت رکھنے والے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عمدہ نثر نگار محقق اور اچھے صحافی بھی تھے ان کے ادبی کارناموں کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔ (۱) بہار کا دیوان دو جلدوں میں تہران سے چھپا ہے جلد اول ۱۳۳۵ خورشیدی میں چھپی جس میں قصائد، مسمطات، ترکیب بند اور ترجیع بند وغیرہ شامل ہیں دوسری جلد ۱۳۳۶ خورشیدی میں چھپی ہے اس میں مثنویات، غزلیات، قطعات، رباعیات، دوبیتہا، ملحقات، مطایبات اشعار بلہجہ ہای مشہدی اور تصنیفہا وغیرہ شامل ہیں۔ (۲) سبک شناسی یا تاریخ تطور نثر فارسی (تین جلدیں) (۳) تصحیح وتحشیہ تاریخ سیستان (۴) تصحیح وتحشیہ مجمل التواریخ والقصص (۵) تصحیح ترجمہ تاریخ طبری (تاریخ بلعمی) (۶) شعر در ایران (۷) تاریخ احزاب سیاسی اور متعدد سیاسی، ادبی و تحقیقی مقالات جو روزناموں اور مجلوں میں کبھی بہار کے نام سے اور کبھی بے نام منتشر ہوئے ان کی جمع آوری کے لئے کئی جلدیں درکار ہوں گی۔ [۱۷]

مختصر یہ کہ بہار جدید فارسی شاعری کے ایک اہم ستون تھے اور اس کے صف اوّل کے علمبرداروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

منابع

۱۔ منیب الرحمٰن، جدید فارسی شاعری، ادارۂ علوم اسلامیہ، علی گڑھ، اشاعت اوّل، ۱۹۵۹ء، صفحہ ۵

۲۔ ذاکرہ شریف قاسمی، فارسی شاعری ایک مطالعہ، دہلی، طبع اول، ۱۹۸۷ء صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹

۳۔ محمد اسحاق، سخنوران ایران در عصر حاضر، جلد اوّل، چاپ اول، دہلی، ۱۳۵۱ ہجری، صفحہ ۳۵۸۔ و۔ اسماعیل حاکمی، ادبیات معاصر، دانشگاہ پیام نور، ایران، چاپ اول، ۱۳۷۲، صفحہ ۲۹

۴۔ ذبیح اللہ صفا، گنج سخن، جلد سوم، چاپ دوم، تہران، ۱۳۴۰، صفحہ ۳۲۸

۵۔ منیب الرحمٰن، ایضاً، صفحہ ۱۲

۶۔ ایضاً، صفحہ ۱۲ تا ۱۳

۷۔ ذبیح اللہ صفا، ایضاً، صفحہ ۳۲۸۔ و۔ منیب الرحمٰن، جدید فارسی شاعری، صفحہ ۱۳

۸۔ منیب الرحمٰن، جدید فارسی شاعری، صفحہ ۱۳

۹۔ ایضاً

۱۰۔ منیب الرحمٰن، ایضاً، صفحہ ۱۴۔ و۔ ذبیح اللہ صفا، گنج سخن، جلد سوم، صفحہ ۳۲۸

۱۱۔ دیوان اشعار محمد تقی بہار (ملک الشعرا) جلد اول، تہران، ۱۳۳۵ خورشیدی، صفحہ ۴۱۷

۱۲۔ ایضاً، صفحہ ۴۴۷

۱۳۔ منیب الرحمٰن، ایضاً، صفحہ ۸۹

۱۴۔ منیب الرحمٰن، ایضاً صفحہ ۱۹ تا ۲۰۔ و۔ دیوان اشعار ملک الشعرا بہار، مقدمہ، جلد اول، ص وق،

۱۵۔ دیوان اشعار محمد تقی بہار، جلد اول، صفحہ ۵۲۶

۱۶۔ ذبیح اللہ صفا، گنج سخن، جلد سوم، صفحہ ۳۲۷

۱۷۔ ذبیح اللہ صفا، گنج سخن، جلد سوم صفحہ ۳۲۹۔ و۔ اسماعیل حاکمی، ادبیات معاصر، صفحہ ۳۰